McGill University Library



3 103 077 868 J

ISLM

BP63
I4
M33
1946


[redacted]



McGill
University
Libraries

Islamic Studies Library

339.609

AGF 3758

أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا



ہمارا ہندوستان

اور

اُس کے فضائل



دربار مدینہ

اور

حُبِّ وطن

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند

اور

خادم ملت محمد میاں عفی عنہ ناظم جمعیۃ علماء ہند

کے مضامین کا مجموعہ

ملنے کا پتہ:- ناظم دفتر جمعیۃ علماء ہند گلی قاسم جان - دھلی

کتبہ امتیاز رقم دیوبندی ۲۱ ۱/۲

(دلی پرنٹنگ ورکس دہلی)

MOONIS BOOK DEPOT
BUDAUN. U. P. (INDIA).

MAY 21 1976

نظم

ہندوستان ہمارا

آدم کے بیٹے پوتے تھے سب کے سب مسلمان
ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا
حضرت سے پہلے یاں پہ آئے سدا پیمبر
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا
ہے اولیاء کا معدن ہے اصفیا کا مدفن
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا
توحید کی صدائیں یاں ہم نے ہی گونجائیں
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا
قرنوں تلک ہماری تلواریاں پہ چمکی
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا
ہر چپہ زمیں کو ہی خوں سے ہم نے سینچا
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

(۱)

ہندوستان ہمارا

از

قلم فیض رقم شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

ہندوستان کی بسنے والی قوموں میں صرف مسلمان ایسی اقوام قدیمہ میں سے ہیں

ہندوستان کے باشندوں میں صرف مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ اس ملک کو اپنا قدیمی آبائی وطن کہیں اور وہ اس میں حق بجانب ہیں

جن کا مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور انسانی نشوونما فقط حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا ہے۔ یہی قرآن کی تعلیم ہے باقی اقوام ہندیہ اس کی قائل نہیں ہیں۔

اسلامی کتابیں یہ بتاتی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان ہی میں اُتارے گئے اور یہاں ہی انھوں نے سکونت کی اور یہاں ہی سے اُن کی نسل دنیا میں پھیلی۔ اور اسی وجہ سے انسانوں کو آدمی کہا جاتا ہے چنانچہ سبحۃ المرجان

فی تاریخ ہندوستان میں متعدد روایات اسکے متعلق مذکور ہیں۔ بائبل میں بھی اس کے حصہ عہد قدیم میں یہی ذکر کیا گیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ میں ہے۔ "ونزل آدم بالهند ونزل معه الحجر الاسود وقبضة من ورق الجنة فبثه بالهند فنبتت شجرة الطيب فانما اصل ما يجاء به من الطيب من الهند من قبضة الورق التى هبط بها آدم وانما قبضها آسفا على الجنة حين اخرج منها وقال عمران بن عيينة من عطاء بن السائب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال اهبط آدم بدحنا ارض الهند - الخ سبحة المرجان میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا یہاں پھیلنا اور کھیتی وغیرہ کرنا مذکور ہے۔ بنا بریں اسلامی روایات اور تعلیمات کے مطابق آبائی وطن عہد قدیم سے ہندوستان مسلمانوں ہی کا ہوگا۔ جو لوگ انسانی اور اپنی نسل کو ایسا نہیں مانتے وہ اس دعوے کے مستحق نہیں ہیں اور مسلمانوں کیلئے اس کو اپنا وطن قدیم سمجھنا ضروری ہے۔

بحیثیت مذہب بھی ہندوستان مسلمانوں کا ہی وطن ہے

حسب تعلیمات اسلامیہ اور تصریحات قرآنیہ جتنے پیغمبر اور ان کے جانشین دنیا میں ہوئے ہیں۔ سب کا مذہب اسلام ہی تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد بھی اسلام کے پیرو تھے۔ "وما كان الناس الا امة واحدة" سورۂ یونس ع ۲ "كان الناس امة واحدة فبعث الله الآيه" سورۂ بقرہ ع ۲۶ اور اس کے بعد جب تفرقے ہوئے تو جہاں جہاں بھی انسانی نسلیں تھیں وہاں پیغمبر اور ان کے سچے جانشین بھیجے گئے۔ "ولكل قوم هاد" سورہ رعد ع ۲ "وان من امة الا خلا فيها" سورہ فاطر ع ۳۔ اور سچے پیغمبر

اور ان کے سچے جانشین سب کے سب دین اسلام ہی رکھتے تھے "شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا الآیۃ" شوری ع ۲ "ان الدین عند اللہ الاسلام" وغیرہ آیات اور احادیث بکثرت اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ ہندوستان میں بھی قبل زمانہ خاتم النبیین حضرت محمد علیہ السلام انبیاء آئے ہوں چنانچہ اولیاء اللہ نے ہندوستان میں مختلف مقامات پر انبیاء علیہم السلام کی قبریں بطور کشف و الہام اور روحی ملاقات سے معلوم کی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی اور مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہما اور دیگر بزرگوں کی تصانیف میں اس کی تصریحات موجود ہیں۔ مگر جس طرح عیسائیوں اور یہودیوں نے تحریف وغیرہ کر کے شرک اور کفر وغیرہ اختیار کر لیا اسی طرح ہندوؤں نے بھی اختیار کیا چنانچہ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفصیل اپنے بعض مکتوبات میں پوری طرح فرماتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ قدیم زمانہ سے یہ ملک بھی مذہب اسلام کا گہوارہ رہا ہے۔ لہذا صحیح اور یقیناً صحیح ہے کہ بحیثیت مذہب ابتدا سے ہی یہ ملک اسلام کا وطن ہے۔

بحیثیت سکونت جسمانی بھی ہندوستان مسلمانوں ہی کا وطن ہے

مسلمانوں کے سوا جو قومیں ہندوستان میں سکونت پذیر چلی آتی ہیں۔ وہ عموماً اپنے مُردوں کو جلا ڈالتی ہیں اور ان کی راکھ کو دریا میں بہا دیتی ہیں۔ یا پارسی اپنے مُردوں کو پرندوں کو کھلا دیتے ہیں۔ بخلاف مسلمانوں کے کہ وہ اپنے مُردوں کو زمین میں دفن کرتے ہیں۔

اسلئے مسلمانوں کی سکونت جسمانی اس زمین میں زندگی میں بھی مثل دیگر اقوام رہی اور مرنے کے بعد بھی ان کی سکونت یہاں ہی رہی۔ اُن کی قبریں محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت میں ان ہی قبروں سے اُن کے مُردے اٹھیں گے۔ اور جو اجزاء جسم کے قبر میں مٹی ہو گئے تھے۔ اُنھیں اجزاء سے ان کا جسم پھر بنایا جائیگا۔ لہذا مسلمانوں کی سکونت جسمانی اس سرزمین میں قیامت تک کیلئے ہے۔ بخلاف دوسری جلانیوالی یا پرندوں کو کھلانیوالی قوموں کے کہ اُن کی سکونت جسمانی صرف دنیاوی زندگی تک کیلئے ہے اور بس اسی وجہ سے اُن کے اسلاف کا کوئی نام و نشان کسی جگہ پایا نہیں جاتا۔ اور مسلمانوں کے قبرستان، روضے، قبے، زیارتگاہیں وغیرہ وغیرہ ہر جگہ موجود ہیں اور مسلمان ان کی حفاظت اور عظمت ضروری سمجھتے ہیں۔

بحیثیت تعلقات روحانی ہندوستان مسلمانوں ہی کا وطن ہے

غیر مسلموں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد روحیں تناسخ (آواگون) کے ذریعہ سے جزاء اور سزا بھگتتی ہیں اسلئے وہ کسی دوسرے جون (قالب) میں ڈالدی جاتی ہیں۔ خواہ وہ انسانی ہو (اگر عمل اچھے تھے) خواہ وہ حیوانی یا نباتی یا حشرات الارض وغیرہ کا ہو۔ (اگر عمل خراب تھے) پھر انسان اگر بنایا گیا تو کوئی خصوصیت نہیں کہ وہ ہندوستان ہی میں پھر پیدا ہو۔ افریقہ، امریکہ، یورپ، اسٹریلیا وغیرہ جہاں بھی پرماتما چاہے اُس کو اُس کے عمل کے مناسب بھیجدے۔ غرضکہ مرنے کے ساتھ ہی اُس کی روح کا تعلق جسم اور اس کے اجزاء سے بھی بالکلیہ منقطع ہو جاتا ہے۔ نیز

اُس کے گاؤں، شہر، دیس، قوم، جاتی، وغیرہ سب سے منقطع ہو جاتا ہے۔ بخلاف مسلمانوں کے کہ وہ تناسخ کے قائل نہیں ہیں۔ اُن کے نزدیک روح کا تعلق جسم انسانی کے ساتھ صرف ایک دفعہ ہوتا ہے۔ موت کے بعد وہ برزخ میں محفوظ کردی جاتی ہے اور اپنے اعمال کی سزا اور جزا، کا کچھ حصہ وہاں بھی حاصل کرتی رہتی ہے۔ اُس کا نہایت ضعیف تعلق اپنے بدن اور اس کے اجزاء اور اپنی قبر، وطن، برادری، اولاد وغیرہ سے رہتا ہے۔ یہ تعلق اگرچہ ایک درجہ میں نہیں ہوتا مگر تاہم کسی نہ کسی درجہ میں تفاوت کے ساتھ باقی رہتا ہے اور اسی تعلق سے قیامت میں یہ روح اس قبر پر پہنچے گی اور اُس کے اجزاء سابقہ کا جسم بنے گا اور وہ اس میں حلول کرکے پھر زندگی جسمانی حاصل کرے گی جس طرح ہم اگر دنیا میں اپنے گھر اور اہل و عیال کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں تو ہمارا تعلق اپنوں اور اپنے گھروں اور بستیوں کے ساتھ کچھ نہ کچھ رہتا ہے۔ ایسا ہی یا اس سے زائد تعلق مرنے کے بعد روحوں کو بھی سب سے رہتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام میں قبروں کی زیارت کرنے اور اصحاب قبور کو سلام کرنے اور ان کو دعا اور ایصال ثواب وغیرہ کرنے کا حکم ہوا۔ نیز حکم ہوا کہ لوگ اپنے اسلاف اور عام مومنین کی قبروں کی زیارت کرتے ہوئے دنیا کی بے ثباتی پر عبرت کے آنسو بہائیں اور گذرے ہوئے لوگوں کے لئے دعائیں کریں۔ یہ چیز اُن مرگھٹوں میں کہاں نصیب نصیب ہو سکتی ہے۔ جہاں کی باقیماندہ راکھ کو بھی دریا بہا کرلے گئے اور سمندروں کے نذر کرچکے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی پارہ عم صفحہ ۵۰ پر فرماتے ہیں۔

نیز در سوختن باتش تفریق اجزائے بدن میت است کہ بسبب
آن علاقہ روح از بدن انقطاع کلی می پذیرد وآثار این عالم باآن کمتر
میرسد وکیفیات آن روح باین عالم کمتر سرایت می کند ودر دفن کردن چون
اجزائے بدن بتمامہ یکجا می باشند علاقہ روح با بدن از راہ نظر وعنایت
بحال میماند وتوجہ روح بزائرین مستانسین ومستفیدین بسہولت می شود
کہ بسبب تعین مکان بدن گویا مکان روح ہم متعین ست وآثار این عالم
از صدقات وفاتحہ ہا وتلاوت قرآن مجید چون دران بقعہ کہ مدفن بدن
اوست واقع شود بسہولت نافع می شود پس سوختن گویا روح را بی مکان
کردن ست ودفن کردن گویا مسکنے برائے روح ساختن۔ بنابراین است
کہ از اولیاء مدفونین ودیگر صلحائے مومنین انتفاع واستفادہ جاری ست
وآنہا را افادہ واعانت نیز متصور بخلاف مردہ ہائے سوختہ کہ این چیزہا
اصلا نسبت بآنہا در اہل مذہب آنہا نیز واقع نیست بالجملہ طریق قبر و
دفن نعمتے است عظیم در حق آدمی۔

خلاصہ یہ کہ قبر روحوں اور اہل دنیا کے لئے ریڈیو اور آلہ مکبر الصوت (لاوڈ اسپیکر) کے صندوق اور تار ہوائی (لاسلکی اور ٹیلیگراف اور ٹیلیفون کے آفس کی طرح ہے جس میں ایک درجہ تعلق ہر دو طرف سے رہتا ہے اور اس تعلق ہی کی وجہ سے افادہ اور استفادہ ہوتا رہتا ہے۔ اگرچہ وہ تعلق دنیاوی تعلق سے بہت کمزور بھی ہے اور ممکن ہے کہ بعض وجوہ سے قوی بھی ہو۔ خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کو مرنے کے بعد بھی اس ملک اور اس کی زمینوں کے ساتھ روحانی تعلق اس قدر قوی

اور باقی رہتا ہے کہ دوسری قوموں اور مذاہب میں نہیں پایا جاتا۔ اور وہ قومیں اپنی مذہبی حیثیت سے اس کی قایل بھی نہیں ہیں۔ لہذا یقیناً مسلمانوں کو ہی حق ہے کہ وہ ہندوستان کو اپنا وطن اور سب سے زیادہ اپنا وطن سمجھیں۔

بحیثیت انتفاع اور احتیاج بجانب اجزاء وطن بھی ہندوستان مسلمانوں ہی کا وطن ہے۔

اسلامی تعلیم اور عقائد کی حیثیت سے ایک وقت آنے والا ہے جبکہ تمام انسان پھر زندہ کئے جائیں گے اور ان کے اجسام کے جو اجزا متفرق ہو کر مٹی وغیرہ میں مل گئے تھے جمع کئے جائیں گے اور جسم بن کر اُسی روح کو اس میں داخل کیا جائیگا اور اس جسم کے ساتھ وہ محشر میں اور جنت میں جائینگے۔ اسلئے وہ وطن جس میں وہ پرورش پاتے تھے۔ جیسے کہ دنیاوی زندگی نفع اٹھانے اور ہر قسم کی حاجتوں کا مرکز تھا۔ مرنے کے بعد بھی ایک درجہ تک نفع اٹھانے اور احتیاج کا مرکز رہیگا اور اس کی اس مٹی سے جو کہ بعد از دفن..... قبرستان میں دوسری مٹی سے مل گئی تھی نفع اُٹھائے گا۔ بخلاف دوسرے باشندگان ہند کے کہ وہ ایسا اعتقاد نہیں رکھتے اُن کے اعتقاد میں ان کی روحیں دوسری مٹی سے بنے ہوئے جسموں میں داخل ہو کر اُن جسموں سے تعلق قائم کرتی ہیں اور ان کی پرورش میں سرگرم ہو کر پہلے اجزاء جسمانیہ سے بالکل بیگانہ ہو جاتی ہیں کبھی ہندوستان میں ہیں کبھی چین میں کبھی جاپان میں کبھی انگلینڈ میں کبھی فرانس میں کبھی انسان ہیں کبھی حیوان ہیں ؎

وفاداری مجو از بلبلان چشم — کہ ہر دم بر گلے دیگر سرایند

جس طرح ہندوستان کے دوسرے باشندے بہ حیثیت سکونت وانتفاع ملک وزمین ہندوستانی ہیں اسی طرح مسلمان بھی ہیں

جس طرح آرین، سیتھین یونانی، مصری، منگول وغیرہ قومیں ہندوستان میں آکر بسیں اور انھوں نے یہاں کھیتیاں کیں، باغ لگائے، مکان بنائے، بود و باش اختیار کی۔ اسی طرح مسلمانوں نے بھی یہاں پہنچکر یہ اعمال وطنیہ اختیار کرے۔ کسی کو ہزار برس کسی کو نوسو، کسی کو آٹھ سو برس یا کم وبیش ہو گئے۔ پشتہا پشت یہاں گذر گئیں اسلئے دنیاوی زندگی اور اس کے لوازم کی حیثیت سے مسلمان کسی قوم سے پیچھے نہیں ہیں۔ بالخصوص وہ اقوام جو کہ پہلے سے بھی ہندوستان کی باشندہ ہیں۔ مذہب اسلام کی حقانیت دیکھ کر پہلے مذہب کو چھوڑ کر اسلام کی حلقہ بگوش ہوئی ہیں۔ (اور وہی عنصر آج مسلمانان ہند میں غالب ہے۔ لہذا کسی دوسری قوم کو حق نہیں ہے کہ وہ آج یہ دعوی کرے کہ ہندوستان مسلمانوں کا وطن نہیں ہے صرف ہمارا وطن ہے۔ ہندوستان کی بہبودی میں جس طرح دوسری قوموں کی بہبودی ہے۔ اسی طرح مسلمانان ہند کی بھی بہبودی ہے۔ لہذا یقیناً اس حیثیت سے بھی ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ وطن عزیز اور پیارا ہے۔ نہ مسلمان اسکو چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ جاسکتے ہیں نہ جائیں گے اور نہ کوئی دوسرا وطن انکو اپنے آغوش میں لے سکتا ہے۔ نوکروڑ مسلمانوں کو یہاں ہی رہنا اور یہاں ہی اپنی نسل اور طریقہ کو پھیلانا اور امن وامان کی زندگی چلانا ہے۔ رہا یہ امر کہ پھر مسلمان دوسرے ملکوں کے مسلمانوں سے کیوں تعلقات رکھتے ہیں اور ان کی مصیبتوں پر بلبلا اٹھتے ہیں تو یہ اس روحانی

تعلق کی بنا پر ہے جو کہ اتحاد لازم اور توافق مذہب کی بنا پر دوسری جگہ کے مسلمانوں سے پیدا ہوا ہے اور جس کی تعلیم بھی روحانی ترقی کرتی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ دوسری قوموں کو ساؤتھ افریقہ، فیجی، ماریشس، الیسٹ افریقہ وغیرہ کے اُن ہندوستانیوں سے ہوتا ہے جو کہ ان ملکوں میں بودوباش کئے ہوئے ہیں۔ اگر وہاں پر کسی قسم کے مظالم ان ہندوستانیوں پر ہوتے ہیں تو ہندوستان کی بسنے والی قوموں میں بے کلی پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ امر مسلمانان ہند کو ہندوستانی وطنیت اور اُس سے پیار و محبت سے بیگانہ نہیں بناتا۔

(نوٹ) امور مذکورہ بالا کی بنا پر ممکن ہے کہ غیر مسلم ہندوستانی بہ آسانی ایک وطن سے منتقل ہو کر دوسرے وطن میں چلے جائیں۔ مگر مسلمانان ہندوستان کو یہاں سے منتقل ہونا ازبس مشکل ہے۔ نہ وہ اپنی مساجد سے بیگانگی اختیار کر سکتے ہیں نہ اپنے مقابر سے نہ اپنی زمینوں سے اور نہ اپنے گھر بار سے اور نہ ان میں اسقدر استطاعت ہے۔

ننگ اسلاف

حسین احمد غفرلہٗ

(۳)

سرزمین ہندوستان کے فضائل

از محمد میاں عفی عنہ ناظم جمعیۃ علماء ہند

مقالۂ ذیل میں احادیث مقدسہ اور اقوال صحابہ کی روشنی میں ہندوستان کے فضائل پر نظر ڈالی گئی ہے۔ اس مضمون کا ماخذ علامہ غلام علی آزاد بلگرامی قدس اللہ سرہٗ کی ایک بے نظیر تصنیف ہے۔ جس کا نام سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان ہے۔ یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی ہے۔ اسکی فصل اول میں تفسیر و حدیث کی کتابوں سے ہندوستان کے فضائل اخذ کر کے ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں۔ یہ فصل بیس صفحات پر مشتمل ہے اور ہر ایک حدیث اور روایت کا حوالہ باقاعدہ اس میں درج ہے۔ علامہ آزاد بلگرامی کی ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ العزیز کے معاصرین میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں اور ملک کی ان چند مایۂ ناز ہستیوں میں ہیں۔ جن پر ہندوستان ہمیشہ فخر کریگا۔

بلاشبہ مدینہ طیبہ و مکہ معظمہ اور بیت المقدس وہ متبرک مقامات ہیں جنکا احترام ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ اسلامی عقائد کے بموجب ان کے برابر تقدس دنیا کے کسی رقبہ یا کسی خطہ کو حاصل نہیں۔ لیکن اسلامی تعلیمات ہی نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ ہمارا وطن ہندوستان بھی بہت سی عظمتوں کا سرچشمہ ہے۔ سیدنا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت انس رضؓ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ حضرت قتادہؓ

جیسے صحابہ کرام اور حضرت حسن وحضرت عطاء جیسے جلیل القدر تابعین کی روایات کا حاصل یہ ہے کہ حضرت آدم ؑ کو ہندوستان کے مشہور جزیرہ سرندیپ میں اتار اگیا اور حضرت حوا کو جدہ میں۔ حضرت آدم ؑ ہندوستان ہوتے ہوئے سرندیپ سے جدہ تشریف لے گئے۔ جنت سے اتارے جانے کے بعد یہ دونوں خلیفۃ فی الارض ایک عرصہ تک ایک دوسرے سے جدا رہے اور جنگلوں اور بیابانوں میں بھٹکتے پھرنے کے بعد مکہ معظمہ کے قریب مقام مزدلفہ میں جسکو جمع بھی کہتے ہیں جمع ہوئے۔ یہ جمع وہی مقام ہے جہاں دوران حج میں عرفات سے واپسی پر رات بھر حاجی صاحبان قیام فرماتے ہیں۔

یہ خاص لطیفہ ہے کہ لفظ مزدلفہ ازدلاف سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں قریب ہونا۔ جمع کا ترجمہ ہے اکٹھا ہونا۔

یہ بھی ایک روایت ہے کہ عرفات ہی کا مقام تھا۔ جہاں ایک دوسرے کو پہچانے اور جنت سے آنے کے بعد سب سے پہلا تعارف ہوا۔ عرفات کا لفظ جو عرف سے ماخوذ ہے۔ پہچاننے اور تعارف کے معنی میں آتا ہے۔

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ اس زمانہ میں خانہ کعبہ کی جگہ ایک سرخ ٹیلا تھا۔ حضرت آدم کو حکم ہوا کہ اس مقام پر بیت اللہ یعنی خانہ خدا بنائیں اور جس طرح آسمان پر فرشتوں کو بیت معمور کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ اسی طرح اس خانہ خدا کا طواف کریں۔ چنانچہ سیدنا حضرت آدم ؑ نے اس حکم کی تعمیل میں مقام ابراہیم پر اپنے طرز کے بموجب نماز پڑھی اور پھر یہ دعا مانگی۔ "خداوندا! تو میرے ظاہر و باطن سے واقف ہے۔ میری معذرت قبول فرما

تو میری ضرورتوں کو جانتا ہے لہذا میری درخواست کو منظور فرما۔ جو کچھ میرے دل میں ہے تو اس سے آگاہ ہے۔ لہذا میرے گناہ بخشدے۔ خداوندا میں ایسا ایمان چاہتا ہوں جو میرے قلب میں پیوست ہو اور ایک ایسے سچے یقین و اذعان کی درخواست کرتا ہوں جس کے بعد مجھے یقین ہو جائے کہ مجھے وہی ملے گا جو تو نے میرے لئے لکھ دیا ہے اور میں استدعا کرتا ہوں کہ ان چیزوں پر راضی اور خوش رہوں جو تو نے میرے حصہ میں لگا دی ہیں" حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا نے اسی مضمون کی حدیث سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نقل کی ہے۔ اس کے بعد حضرت آدمؑ، حضرت حوا کو لیکر ہندوستان واپس ہوئے۔ یہیں بود و باش اختیار کی۔ یہیں آپ کے اولاد ہوئی۔ اور یہیں آپ کی اولاد نے قیام کیا۔ قتل ہابیل کا مشہور واقعہ ہندوستان ہی میں ہوا۔ پھر جب ہابیل جو صالح اور نیک تھے شہید ہو گئے اور قابیل اس جرم کی وجہ سے مردود ہو گیا تو خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو ایک اور بیٹا عنایت فرمایا۔ جس کا نام شیث رکھا گیا۔ اسلئے کہ شیث کے معنی ہیں ہبۃ اللہ یعنی عطائے خداوندی فیض آباد کے قریب اجودھیا جو ہندوؤں کا خاص تیرتھ ہے اور جسے رامچندر جی کی جنم بھومی اور ان کا پایہ تخت سمجھا جاتا ہے۔ وہاں ایک بہت لمبی قبر ہے جسکو حضرت شیث علیہ السلام کی قبر بتایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیادہ پا چالیس حج کئے۔ اسکے علاوہ آپ کے عمرونؔ[1] اور ان حجوں کی تعداد تقریباً سات سو ہے جو آپ نے قیام مکہ کے دوران میں کئے۔

---

[1] مراد عمرۂ حج ہے

ان واقعات کو جان لینے کے بعد مندرجہ ذیل فضائل ہندوستان کے لئے ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ خلیفۃ اللہ کا سب سے پہلا مہبط ہونے کی وجہ سے انسانیت کا سب سے پہلا دار الخلافہ ہندوستان ہے۔

۲۔ چونکہ یہ خلیفہ نبی تھا جس کے پاس روح القدس تشریف لایا کرتے تھے۔ لہذا سرزمین ہند سب سے پہلے آفتاب نبوت کا مشرق بنا۔

۳۔ اسی بقعہ مبارکہ پر روح القدس کا سب سے پہلے نزول ہوا۔ اور یہی ارض مقدس وحی الہی کا سب سے پہلا مہبط ہے۔

۴۔ ابن سعد نے طبقات میں ابوبکر شافعی نے غیلانات میں اور عبد بن حمید اور ابن عساکر نے حضرت سعد ابن جبیر رض سے نقل کیا ہے کہ خلق اللہ آدم من ارض یقال لہا دجنی یعنی اللہ تعالیٰ نے جسد حضرت آدم ؑ کا خمیر دجنی نامی علاقہ کی خاک پاک سے بنایا۔

محققین کے قول سے یہ ثابت ہے کہ یہاں دجنی کا جو لفظ مذکور ہوا ہے وہ ہندوستان ہی کے کسی مقام کا نام تھا۔ لہذا پورے کرۂ ارض میں صرف خاک پاک ہندوستان ہی کو یہ شرف حاصل ہے سب سے پہلا نبی یہاں ہی کی خاک سے بنایا گیا۔ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ چونکہ حضرت آدم انسانوں کے ابوالآباء تھے۔ اس لئے جملہ انبیاء علیہم السلام اور تمام انسانوں کے روحانی اور مادی اصل و اصول کا خمیر ہندوستان ہی سے بنایا گیا تو الد اور تناسل کے اصول پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جملہ انبیاء و اولیاء اور صلحاء کرام و علماء مشائخ اولین کا عنصر اسی خاک پاک سے

وجود پذیر ہوا۔

۵ حضرت ابن عباس رضؓ کی روایت کے بموجب الست بربکم کا مشہور عہد بھی ہندوستان ہی کی سرزمین میں بمقام وجنی ہوا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت حق جل مجدہٗ نے ان تمام روحوں کو جو قیامت تک دنیا میں پیدا ہونگی پشت آدم علیہ السلام سے برآمد کیا اور ان کو خطاب کر کے فرمایا الست بربکم کیا میں تمہارا رب و پروردگار نہیں ؟۔ تمام روحوں نے متفقہ طور پر حضرت حق جل مجدہٗ کی ربوبیت و پروردگاری کو تسلیم کرتے ہوئے جواب دیا بلیٰ ضرور آپ ہمارے رب ہیں۔ اس روایت کے بموجب ہندوستان ہی وہ مقدس سرزمین ہے جہاں بندوں نے اپنے رب کی ربوبیت کا سب سے پہلے اعتراف کیا جس سے تمام روحانی ترقیات و معارف کے سلسلہ کا افتتاح ہوا۔

۶ اس موقع پر لامحالہ تمام ہی انبیاء علیہم السلام کے انوار مبارک سے یہ سرزمین متبرک ہوئی۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم نے اپنی اولاد کی روحوں کے زمرہ میں کچھ روحیں دیکھیں۔ جن کے انوار غیر معمولی طور پر سب سے فائق تھے حضرت آدمؑ کو خود حیرت ہوئی اور دریافت فرمایا کہ خداوندا یہ کون ہیں ارشاد ہوا کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح مبارکہ ہیں۔

۷ قرآن حکیم کی اطلاع کے بموجب عہد الست کے موقع پر ایک دوسرا عہد بھی جملہ انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا تھا جس میں ہر نبی نے آنیوالے نبی کی تصدیق و اعانت کا میثاق کیا تھا اور چونکہ سب کے بعد میں سلسلۂ نبوت کا دور

حضرت خاتم الانبیاء افضل الرسول پر ختم ہونیوالا تھا اسلئے ثابت ہوا کہ بلا استثناء جملہ انبیاء علیہم السلام نے سرور کائنات کی تصدیق کا نیز آپ پر ایمان لانے اور امداد کرنے کا عہد اس سر زمین ہند ہی میں کیا تھا بہر حال ارض ہند ہی وہ ارض مقدس ہے جہاں سلسلۂ رشد و ہدائے خداوندی، معرفت قرب الٰہی و نجات اخروی، اور فوز و فلاح ابدی کے استحصال کیلئے عہد و پیمان ہوا۔

۸۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نور مقدس جو سب سے پہلے پیدا کیا جا چکا تھا۔ حضرت آدمؑ کے صلب مقدس سے منتقل ہو کر اپنے اپنے زمانہ کے بہترین آباء اور بہترین امہات کے ذریعہ سے جملہ منازل طے کرتا ہوا افق مکہ سے طلوع ہوا۔ چونکہ حضرت آدم اور آپ کے بعد حضرت شیث علیہ السلام ہندوستان میں سکونت پذیر تھے۔ اسلئے لا محالہ نور محمدی اور اس افضل سرمدی کا سب سے پہلا مطلع ارض ہند ہے اور سب سے آخری مشرق حجاز پاک ہے۔ چنانچہ اس موقع پر عہد رسالت کے مشہور شاعر اور جلیل القدر صحابی حضرت کعب بن زہیرؓ کا یہ شعر کس قدر معنی خیز ہے

ان الرسول لنور یستضاء بہ　　مھند من سیوف اللہ مسلول

یعنی بلاشبہ رسول اللہ علیہ وسلم ایک نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی ایک برہنہ تیز تلوار ہیں جو ہندوستانی ساخت کی ہے۔

۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی تسکین کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا گیا تو حضرت جبریلؑ نے تشریف لا کر ندا دی اللہ اکبر اللہ اکبر

اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمداً رسول اللہ یعنی جس طرح آذان میں ہے چار مرتبہ اللہ اکبر اور دو مرتبہ باقی کلمات۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اسم گرامی محمد سنا تو عرض کیا خداوندا یہ کون ہے جواب دیا گیا ہے کہ آپ کی اولاد کے سب سے آخری نبی (طبرانی۔ابونعیم۔ابن عساکر وغیرہ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ روح القدس کا نزول اور خدا کی عظمت و توحید کا ذکر اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان سب سے پہلے اسی ہندوستان کی خاک پر ہوا جو آج خوش نصیبی سے ہمارا وطن عزیز ہے اور قدرتی طور پر پاکستان ہے۔

عنا علماء تاریخ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و آثار کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت آدم کے ساتھ چند دیگر مقدس چیزیں بھی نازل کی گئی تھیں۔ مثلاً ابن عباس سے روایت ہے حجر اسود جنت کا ایک یاقوت ہے۔ جو حضرت آدم ؑ کے ساتھ نازل کیا گیا۔ صحیح السند روایت سے ثابت ہے کہ یہ اس قدر روشن تھا کہ آفتاب کا نور بھی اس کے سامنے ہیچ تھا۔ اس کو رفتہ رفتہ ابن آدم کی خطاؤں نے سیاہ کر دیا۔ نیز ابن سعد۔ طبری۔ ابن جریر اور ابن منذر وغیرہ علمائے تاریخ نے عصائے موسیٰ اور بنی اسرائیل کے اس مشہور تابوت کو بھی (جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے) جنت کی انھیں یادگاروں میں شمار کرایا ہے جو حضرت آدم ؑ کے ساتھ ہندوستان میں نازل کی گئیں۔

علا اسلامی عقیدہ کے بموجب تمام نعمتوں کا سرچشمہ اور مخزن جنت ہے دنیا میں جو کچھ نعمتیں اور راحتیں ہیں وہ ان ہی حقیقی اور پائیدار نعمتوں کا پرتو

ہیں۔ اس چیز کو ذہن میں رکھنے کے بعد اب اس پر غور کیجئے کہ جب جنت کا وہ باشندہ جس کا نام نامی آدم علیہ السلام ہے جنت سے زمین پر لایا گیا تو جنت کی وہ تمام نعمتیں یا ان کے اثرات اس کے ساتھ تھے۔ پھر جس طرح توالد اور تناسل کے ذریعہ اس زمین کے مخصوص اجزاء اولاد آدمؑ کی شکل اختیار کرتے رہے۔ اسی طرح اس زمین کے دوسرے اجزاء نے فطرتی صلاحیت کے بموجب جنت کی دوسری نعمتوں کو جذب کر لیا اور اس طرح ارض ہند جو آدمؑ کی سب سے پہلی منزل تھی تمام دنیا سے زیادہ جنت کی نعمتوں سے فیضیاب ہوئی۔ اسی مفہوم کو الہامی زبان میں حضرت سدی نے یوں روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائے تو ایک ہاتھ میں جنت کا وہ یاقوت تھا جس کا نام حجر اسود ہے اور دوسرے ہاتھ میں جنت کے درختوں کے کچھ پتے تھے۔ چنانچہ ہندوستانی درختوں کی خوشبو انہیں پتوں کے اثرات باقیات میں سے ہے (دلائل نبوت بیہقی) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نقل کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت سے آدمؑ کو روانہ کیا تو جنت کے پھلوں کا توشہ عنایت فرمایا اور ہر ایک صنعت سکھادی (بزاز ابن ابی حاتم طبرانی وغیرہم)

حضرت عبداللہ ابن عباس اور سیدنا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے کہ ہندوستان میں تمام دنیا سے زیادہ خوشبو اسی لئے پیدا ہوئی ہے کہ جنت سے حضرت آدمؑ کو یہیں اُتارا گیا۔ (ابن جریر، بیہقی، ابن عساکر وغیرہم)۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ لونگ، الائچی، کیوڑا، گلاب، دارچینی، کافور، چنبیلی، بیلا وغیرہ اسی طرح مشک، عنبر، زعفران وغیرہ ہندوستان ہی میں پیدا ہوتی ہیں مشک اور عنبر کا تذکرہ تصریح کے ساتھ بعض روایات میں بھی وارد ہوا ہے اور یہ ظاہر ہی ہے کہ حبوب اور غلّے اس خاکدان ارضی کو حضرت آدمؑ کے ذریعہ سے ہی عطا ہوئے۔

۱۲ ابن عساکر وغیرہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ سونا، چاندی حضرت آدم علیہ السلام کی درخواست پر پیدا کیا گیا۔ چنانچہ اس کے فلزّات سب سے پہلے ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ اسی طرح یاقوت، ہیرا، زمرد اور موتی وغیرہ ہندوستان کے پہاڑوں اور سمندروں میں بکثرت ہوتے ہیں۔ الہامی روایات ان سب کو حضرت آدم کے ورود مسعود کی برکات ثابت کرتی ہیں (ملاحظہ ہو رسالہ شمامۃ العنبر)

۱۳ صنعت و حرفت کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ۱۰ میں گذر چکا ہے کہ خداوند عالم نے ہر ایک چیز کی صنعت حضرت آدمؑ کو سکھلا دی تھی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ جیسے علمائ محققین کی تحقیق کے بموجب یہ تعلیم فطری الہامات کے ذریعہ سے ہوئی۔

یہاں یہ یاد رہے کہ فطری الہام جس چیز کا نام ہے وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اس کا تجربہ ہم عام طور پر اپنی زندگی میں کرتے رہتے ہیں۔ جب کوئی ضرورت زیادہ مجبور کرتی ہے تو بسا اوقات قدرتی طور پر اس کا کوئی حل ہمارے دماغ میں آجاتا ہے۔ ہم اس وقت ضمیر میں ایک روشنی

محسوس کرتے ہیں۔ یہی روشنی فطری الہام ہے۔

حضرت آدم ؑ تقریباً ایک ہزار سال تک دنیا میں رہے۔ لامحالہ اس طویل عرصہ میں ہزاروں ضرورتیں پیش آئیں اور فطری الہامات نے ان کی عقدہ کشائی کر کے اولاد آدم علیہ السلام کیلئے سیکڑوں صنعتوں کا ذخیرہ پیدا کر دیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی میں اسی ذخیرہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے شیخ علی رومی نے ان صنعتوں کی تعداد ایک ہزار بتائی ہے۔ غرض اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے فرزند حضرت شیث علیہ السلام ہندوستان میں ہی رہے۔ لہٰذا ہندوستان ہی کو تمام دنیا کی صنعت و حرفت میں استاد اول کی حیثیت حاصل ہے۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو قدرتی عطیہ کے طور پر ہتھوڑا وغیرہ لوہے کے چند آلات بھی دیئے گئے تھے۔ بنابریں یہ لوہے کی صنعت کی ابتدا ہے۔ جس کا مرکز ہندوستان ہے۔

یہاں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ امن اور جنگ کی تمام ضروریات میں لوہے اور لوہے کی صنعت کو کیا اہمیت حاصل ہے۔ آج ہمیں ہر جگہ لوہے ہی لوہے کی کارفرمائیاں نظر آ رہی ہیں اسی بنا پر ارشاد خداوندی بھی ہے۔

وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس ؀ ہم نے لوہا نازل کیا۔ اس میں انسانوں کے لئے شدید خطرہ بھی ہے اور بہت زیادہ منافع بھی ہیں

؀۱۵ حضرت آدم ؑ کو جب جنت سے اتارا گیا تھا تو آپ نے اپنا جسم پتوں سے ڈھانکا تھا۔ لیکن پتوں سے بدن ڈھانکنے کا یہ دور زیادہ عرصہ تک باقی نہیں رہا۔

بلکہ حضرت آدم ہی نے صنعت پارچہ بانی کی ایجاد بھی کردی۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا اور شیخ علی رومی کے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہندستان کی سرزمین کو پارچہ باقی کی صنعت کا مرکز اول ہونے کا شرف بھی حاصل ہے

ملا۱۶ اوپر بتایا جاچکا ہے کہ جب حضرت آدم وحوا حجاز میں خانہ کعبہ کے قریب سے ملے تو انھیں بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا۔ اس حکم سے ثابت ہوتا ہے کہ فن تعمیر کا آغاز بھی آدم ؑ کے زمانہ ہی میں آپ کی ایجاد ہی سے شروع ہوگیا تھا۔ لہٰذا اس صنعت کی اولیت کا شرف بھی ہندوستان ہی کو حاصل ہے۔

ملا۱۷ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ابتداء میں ہندوستان ہی رہے۔ ہندوستان ہی میں حضرت آدم ؑ کا بنایا ہوا وہ تندور تھا۔ جس سے طوفان نوح کا چشمہ پھوٹا۔ نیز ہندوستان ہی کے ایک پہاڑ پر جس کا نام بودبجیر تھا حضرت نوح نے اپنی کشتی بنائی تھی۔ بنا برین کشتی کی ساخت سے ثابت ہوتا ہے کہ دریائی سفر اور صنعت تجاری کی ابتدا ر کا شرف بھی ہندوستان ہی کو حاصل ہے

ملا۱۸ قصۂ آدم نے جس طرح ہندوستان اور حجاز کا قدیمی تعلق ثابت کیا اسی طرح خانہ کعبہ کے سب سے پہلے بانی سب سے پہلے زائر اور سب سے پہلے حج بیت اللہ کیلئے سفر کرنے کا شرف بھی باشندگان ہند کے لئے ثابت کردیا

ملا۱۹ علمار کا ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہندستان میں ہوئی اور یہیں دفن کئے گئے اس روایت کی بنار پر خاک پاک ہندستان ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ ابوالبشر اور وہ اولین نبی جس کے دور حیات کا

اولین گہوارہ خاک ہند تھی .... اس کی آخری آرامگاہ کا فخر بھی اس سرزمین کو حاصل ہے

نمبر۳ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ہندوستان طوفان نوح سے محفوظ رہا علمائے مورخین کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے مذکورہ بالا فضائل کی بنا پر یہ بعید بھی نہیں کہ فضائل و مناقب کے مرکز اول کو قدرت نے اس ہول و غضب کے اثر سے محفوظ رکھا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

یہاں تک ہندوستان کے جو فضائل و مناقب بیان کئے گئے وہ حضرت آدمؑ کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن نبی کریم کی بعثت اور اسلام کی تکمیل آخر کے بعد بھی یہ سرزمین فضائل و محاسن کا مرکز رہی ہے جس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

(الف) اطراف سندھ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف لائے۔ اسلئے سندھ کا چپہ چپہ صحابہ و تابعین کا مورد ہونے کی وجہ سے عزت و احترام کا مستحق ہے۔

(ب) سیکڑوں، ہزاروں اولیا، اقطاب اور ابدال و شہداء اور صلحاء و علماء خاک ہند میں مدفون ہیں۔

(ج) گیارہ سو برس تک مسلمانوں کی حکومت ہندوستان پر رہی اور یہ ملک دارالاسلام بنا رہا۔

(د) لاکھوں مسجدیں، ہزاروں علمی درسگاہیں، ہزاروں علماء کرام اور لاکھوں کروڑوں دیندار مسلمان اس وقت یہاں موجود ہیں۔

وطن کا مطالبہ:۔ مذکورہ بالا تمام احادیث وروایات کو جان لینے کے بعد یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ خالص مذہبی نقطۂ نظر سے ہندوستان کی عظمت وتقدیس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے اب سوال یہ ہے کہ وہ لوگ جنکو اس خاک میں بسنے کا شرف حاصل ہے ان کا فریضہ کیا ہے۔ بالفاظ دیگر ہم جن کا وطن ہندوستان ہے ان پر ہندوستان کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کا جواب وہی ہے جو فلسطین کے رہنے والوں نے یہود کو دیا ہے۔ وطن کا مطالبہ ہے کہ اسے آباد کرو۔ اس کو دن دونی رات چوگنی ترقی دو اور رحمتوں اور برکتوں کے انوار سے اسے معمور کرو۔ اور جو بیرونی طاقت اس پر تسلط جمائے اس کو نکال کر باہر کردو۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں یہاں قومیت وبین الاقوامیت یا محدود وطنیت ولامحدود وطنیت کا سوال اٹھا رہا ہوں۔ اس بحث سے قطع نظر سوال یہ ہے کہ ہر صورت میں وطن کا ایک حق ہے جسے ہر بسنے والے کو ادا کرنا چاہئے سرور کائنات کا آبائی وطن مکہ معظمہ تھا۔ لیکن ہجرت کے بعد جب مدینہ طیبہ کو وطن قرار دیا تو مدینہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہوا کرتی تھی کہ اے اللہ ہماری پھلوں میں برکت عطا فرما۔ ہمارے مدینہ میں برکت عطا فرما۔ ہمارے پیمانوں اور وزنوں میں برکت عطا فرما۔ خداوندا حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے بندے آپ کے خلیل اور آپ کے نبی تھے اور میں بھی آپ کا بندہ اور آپکا نبی ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کیلئے آپ سے دعا کی۔ خداوندا میں مدینہ کیلئے دعا کرتا ہوں۔ مکہ سے دوچند برکتیں مدینہ طیبہ کو عطا فرما۔ خداوندا ہمارے اندر مدینہ

کی محبت اتنی ہی پیدا کردے جتنی تو نے مکہ کی محبت دی ہے۔

(ترمذی شریف ج۲ ص۲۳۰)

یا اس سے بھی زیادہ خداوندا مدینہ کی آب وہوا درست کردے مدینہ کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کردے (بخاری شریف ص۲۵۵ ج ۱)

ملاحظہ فرمائیے اس دعاء مبارک سے وطن قدیم اور وطن جدید کی محبت پھر اسکی اقتصادی ترقی اور آب وہوا کی اصلاح کے جذبات کس طرح مترشح ہوتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ حفظان صحت نیز ترقی اور برکت کیلئے روحانی طرز اختیار کیا گیا ہے جو شان نبوت کے عین مناسب ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہ تھے کہ مادی طرز اختیار کرنا ممنوع ہے چنانچہ خلفاء راشدین نے مادی طریقے بھی اختیار کئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف مدینہ طیبہ بلکہ پورے حجاز مقدس کو رشک فردوس بنا دیا گیا۔

اس قدر کہہ دینے کے بعد بھی کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر ہندوستان کیا فرائض عائد کرتا ہے۔ اور اس کا ہر ہر چپہ پکار پکار کر ہم سے کیا مانگ رہا ہے۔؟

محمد میاں عفی عنہ

دربارِ مدینہ اور حب وطن

سرزمین وطن سے انسیت ۔ ترقی وطن کی تدابیر

عرب کا مقولہ تھا ۔

ارض الرجل ظئرہٗ وداره ومھدہٗ | انسان کا ملک اسکی مرضعہ (دودھ پلانیوالی ماں) ہے۔ اس کا گھر ہے، اور (مرنے کے بعد) اس کا گہوارہ ہے۔

حضرت حق جل مجدہ نے ارشاد فرمایا

ولقد مکنّاکم فی الارض وجعلنا لکم فیھا معایش (ع ۱۔ سورہ اعراف) | ہم نے تم کو ٹھیرایا زمین میں اور تمہارے لئے زندگی و معیشت کے اسباب و ذرائع زمین میں پیدا کئے۔

منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃً اخرٰی (ع ۱۱ پ سورہ طٰہٰ) | اسی زمین میں سے تم کو پیدا کیا ہے اسی میں تم کو دوبارہ لوٹائینگے اور اسی سے دوسری بار تم کو نکالینگے ۔

ارباب ملت میں مشہور ہے ۔ 'حب الوطن من الایمان' حب وطن جزو ایمان ہے !

سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے وطن آقا کو اپنا وطن بنالیا تھا جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو کچھ دنوں بعد بیمار ہو گئے ۔ اس علالت کے دوران میں شوق وطن میں باربار یہ اشعار پڑھا کرتے تھے ۔ (بخاری شریف)

الا لیت شعری ھل ابیتنّ لیلۃً | اے کاش معلوم ہو جائے کہ میں کوئی رات اسطرح
بوادٍ وحولی اذخر وجلیل | گذار سکونگا کہ میں وادی میں ہوں اور میرے گرداگرد (گیاہ) اذخر وجلیل ہو؟
وھل اردن یوماً میاہ مجنّۃٍ | اور کیا کسی دن میں "مجنۃ" کے چشموں پر پہنچ سکونگا اور کیا
وھل یبدون لی شامۃ وطفیل | کبھی میرے سامنے کوئی شامہ اور کوئی طفیل نمودار ہوگا

صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے یہ اشعار سنے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کو پیش کیا۔ فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے جواب میں جو دعا فرمائی اس سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ وطن کا پتہ چلتا ہے۔ ارشاد ہوا۔

اللھم حبب الینا المدینۃ کما حببتنا مکۃ او اشد حبا	اے اللہ ہمارے اندر مدینہ کی اتنی ہی محبت پیدا کر دے جتنی تو نے مکہ کی محبت دی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔
وصححھا وبارك لنا فی صاعنا ومدنا وانقل حماھا فاجعلھا بالجحفۃ	مدینہ کی آب وہوا درست فرما دے اور ہمارے لئے مدینہ کے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔ اور مدینہ کے بخار کو (مقام) جحفہ کی طرف منتقل کر دے
(بخاری شریف ص۵۵ ج ۱)	

ملاحظہ فرمائیے کہ اس دعاء مبارک سے وطن قدیم اور وطن جدید کی محبت پھر اس کی اقتصادی ترقی، آب وہوا کی اصلاح کے جذبات کس طرح مترشح ہو رہے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ حفظان صحت نیز ترقی اور برکت کے لئے روحانی طرز اختیار کیا گیا ہے جو شان نبوت کے عین مناسب ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہ تھے کہ مادی طرز اختیار کرنا ممنوع ہے۔ چنانچہ خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مادی طریقے اختیار کر کے نہ صرف مدینہ طیبہ یا حجاز مقدس کو بلکہ سارے قلمرو کو رشک فردوس بنا دیا۔ نہریں نکلوائیں۔ راستوں کی اصلاح کی اور اس زمانہ کے بموجب تمدن کی تمام صورتیں

اختیار کی گئیں۔ (جیسا کہ کتب تاریخ میں بہ تفصیل بیان کیا گیا ہے۔)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آبائی وطن مکہ معظمہ تھا۔ کلمہ کی سربلندی اور دین حنیف کی فلاح و بہبود کے لئے جب ترک وطن کی ضرورت پڑی تو آپ نے اس قربانی کو انگیز کیا۔ مگر قلبی اُنس کا اندازہ حضرت ابن عباس، اور عبداللہ بن عدی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس روایت سے ہوتا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔

"اے مکہ تو خدا کا مقدس شہر ہے تو مجھے کس قدر محبوب ہے! ای کاش تیرے باشندے مجھے نکلنے پر مجبور نہ کرتے تو میں تجھ کو نہ چھوڑتا۔

(جمع الفوائد ص۱۹۵ ج ۱)

تاہم جب مدینہ کو وطن بنالیا گیا تو یہ سرزمین الطاف نبوت کا مورد بنی چنانچہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہوا کرتی تھی۔

اللھم بارك لنا فی اثمارنا وبارك لنا فی مدینتنا وبارك لنا فی صاعنا ومدنا۔

اللھم ان ابراھیم عبدك وخلیلك ونبیك وانه دعاك لمكة وانا ادعوك للمدینه بمثل ما دعاك لمكة ومثله معه (ترمذی شریف ص۲۲۲ ج ۱)

آج تک اس سرزمین کا نام "یثرب" تھا مگر اب سرکار مدینہ کو یہ نام ناپسند ہے۔ کیونکہ لفظ "یثرب" لغوی اعتبار سے قباحت اور بربادی کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ اب اس کا نام "طابہ" تجویز ہوتا ہے بمعنیٰ طیبہ، پاکیزہ

اور صاف ستھرا۔

ان اللہ سمی المدینۃ طابۃ (مسلم جمع الفوائد ص۲۰۱ ج۱)	اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔
من سمی المدینۃ یثرب فلیستغفر اللہ ھی طابۃ ھی طابۃ (جمع الفوائد ص۲۰۱)	جو شخص مدینہ کو 'یثرب' کہہ دے۔ اس کو استغفار کرنا چاہئے۔ یہ طابہ ہے۔ یہ طابہ ہے۔

وہی ارض وبا' وہی ملیریا والی زمین' اب ارض شفا ہو جاتی ہے غزوۂ تبوک سے کوکبۂ ہمایونی واپس ہو رہا ہے۔ مدینہ کے باقی ماندہ مرد اور بچے اس فاتح اور مبارک لشکر کے استقبال کیلئے جوق جوق آرہے ہیں پیادہ پا نوجوان دوڑ رہے ہیں۔ کمزور آدمی گھوڑوں پہ سوار ہیں۔ گردوغبار نے آسمان کے نیچے ایک دوسرا آسمان بنا دیا ہے۔ فاتحین تبوک کے چہرے گردوغبار سے اٹے جاتے ہیں۔ لہذا انھوں نے چہروں پہ عمامہ کے شملے لپیٹنے شروع کر دیئے ہیں۔ مگر سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شملہ کو چہرۂ انور سے ہٹا دیتے ہیں۔ روئے مبارک کو غبار کے سامنے کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

والذی نفسی بیدہ ان فی غبارھا شفاءً من کل داءٍ۔

(جمع الفوائد ص۲۰۱ ج۱)

اس کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت خادم المحدثین مولانا انور شاہ صاحب کشمیری قدس اللہ سرہ العزیز کے ارشادات پر

پر اس مضمون کو ختم کریں۔ کسی قدر مضمون میں تکرار ہوگا مگر شوق تبرک ہماری نظر میں اس تکرار کو مستحسن گردان رہا ہے۔

حضرت موصوف نے جمعیۃ العلماء ہند کے اجلاس پشاور کے خطبۂ صدارت میں فرمایا تھا۔

"مجھے یہاں پر یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ ہندوستان جس طرح ہندوؤں کا وطن ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کا بھی وطن ہے۔ ان کے بزرگوں کو ہندوستان آئے ہوئے اور رہتے ہوئے صدیاں گذر گئیں۔ انھوں نے اس ملک پر صدیوں حکومت کی۔ آج بھی ہندوستان کے چپے چپے پر مسلمانوں کی شوکت و رفعت کے آثار موجود ہیں۔ جو زبان حال سے ان کی علم و ہنر پسندی، حب وطن کی شہادت دیتے ہیں۔ موجودہ نسل کا خمیر ہندوستان کی آب و گل سے ہے۔ ہندوستان میں اُن کی مذہبی و تمدنی عظیم الشان یادگاریں ہیں کروڑوں روپے کی جائدادیں ہیں۔ عالیشان تعمیروں اور وسیع قطعات زمین کے وہ مالک ہیں۔ اُن کو ہندوستان سے ایسی ہی محبت ہے جیسی کہ ایک سچے محب وطن کو ہونی چاہئے اور کیوں نہ ہو جب کہ ان کے سامنے اپنے سید و مولیٰ، اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا حب وطن میں اسوۂ حسنہ موجود ہے۔ وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے جور و ستم سے مجبور ہو کر حکم خداوندی کے ماتحت اپنے پیارے وطن مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے کے بعد اپنے وطن مکہ معظمہ کو خطاب کر کے فرمایا۔

"خدا کی قسم ہے کہ خدا کی تمام زمین میں سے تو مجھے سب سے زیادہ پیارا شہر ہے اور اگر میری قوم تیرے اندر سے مجھے نہ نکالتی تو میں کبھی تجھے نہ چھوڑتا۔ اس کے بعد حکم الٰہی سے آپ نے مدینہ طیبہ میں سکونت فرمائی اور ہجرت کے بعد دارالہجرت سے منتقل ہونا محبوب و مستحسن نہ تھا۔ اس لئے گویا مدینہ طیبہ آپ کا وطن ہو گیا۔ اور اس میں بحیثیت وطن رہتا تھا" اسلئے اسکے لئے دعا فرمائی۔

اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد اللھم بارک لنا فی صاعنا وفی مدنا وفی ثمرنا ضعفی ما جعلت بمکۃ من البرکۃ	بار خدایا! مدینہ کو ہمارے قلوب میں ایسا محبوب بنا دے جیسا ہم مکہ سے محبت کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ محبت دیدے۔ یا اللہ ہمارے صاع اور ہمارے مد اور ہماری کھجوروں میں برکت عطا فرما۔ اور یہ برکت اس برکت سے دو چند ہو جو تو نے مکہ میں عطا فرمائی ہے۔
اللھم ان ابراھیم عبدک و خلیلک دعاک لاھل مکۃ بالبرکۃ وانا محمد عبدک ورسولک ادعوک لاھل المدینۃ ان تبارک لھم	یا اللہ بیشک تیرے بندے اور خلیل ابراہیم نے اہل مکہ کیلئے تجھ سے برکت کی دعا کی تھی اور میں تیرا بندہ اور رسول محمد ہوں اور اہل مدینہ کے لئے تیری بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ ان کے مدمیں اور صاع میں اس برکت سے جو اہل مکہ کو عطا فرمائی ہے دو چند برکت

ثم مد یدہ وصاح اللھم مثلی ما بارکت لاھل مکۃ مع البرکۃ برکتین	دے۔ ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں نازل فرما۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات حب وطن یہ ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے ناممکن ہے کہ مسلمان سچا مسلمان ہو کر اس جذبۂ حب وطن سے خالی ہو۔ دنیا نہیں رکھتی کہ مسلمانوں کے قلوب میں وجوہ مذکورہ بالا کی بناء پر ہندوستان کے ساتھ پوری محبت ہے۔ اور چونکہ ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دوسری قومیں بھی آباد ہیں اور ہندوستان اُن کا بھی وطن ہے ان کو بھی طبعی طور پر ہندوستان کے ساتھ محبت ہونی چاہیئے۔ اسلئے تمام ہندوستانیوں کے قلوب میں ہندوستان کی آزادی کی خواہش ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی درجہ پر ہونی لازم ہے۔

محمد میاں عفی عنہ

ISLAMIC STUDIES LIBRARY

Madanī, Ḥusayn Aḥmad
Miyān Muḥammad
(i) Hamārā Hindostān
awr uske Fażā'il
ii) Darbā-i Madīnah
awr Ḥubb-i Waṭan.

ISLAMIC
BP63
I4
M33
1946